خزینہ تصوف

انسان کامل

حصہ اوّل

یعنے

الانسان الکامل

مصنفہ للعارف الربانی والمعدن الصمدانی سید عبدالکریم ابن ابراہیم الجیلانی کا ترجمہ مع مختصر تذکرہ مصنف

جسمیں

اصول وفروع واحدیت واحدیت عما۔ قلب۔ روح۔ کرسی۔ کتب آسمانی۔ فرشتگان وغیرہ کے معانی واسرار کا نہایت شرح وبسط سے بیان کیا ہے

مترجمہ

حضرت مولوی ظہیر احمد صاحب ظہیری السہوانی

سنہ ۱۹۰۸ء

مطبوعہ فیض بخش سٹیم پریس فیروزپور شہر

اوّل ۔ ۔ ۔ تعداد جلد ۱۰۰۰ قیمت فی حصہ عا ہر دو حصہ یکجا بلا جلد ہے ۔ مجلد للعہ

پھر اس کتاب کے دیکھنے والے سے میں یہ التماس کرتا ہوں کہ میں نے اس کتاب میں سوائے ایسی چیزوں کے کہ جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ کی تائید کریں۔ اور کچھ نہیں لکھا ہے۔ پس جب دیکھنے والا میری کلام میں کوئی بات خلاف کتاب و سنت دیکھے تو جان لے کہ وہ میں نے بحیثیت مفہوم کے لکھی ہے۔ ورنہ حقیقتاً میری وہ مراد نہیں ہے۔ پس چاہئے کہ اُس پر عمل کرنے سے رُک جاوے۔ اور اُس کو خدا کے سپرد کردے۔ یہاں تک کہ خدا تعالےٰ اُس پر اُس بات کی معرفت کھول دے۔ اور اُس کے واسطے کوئی تائید کرنے والا کتاب اللہ یا سنت رسول اللہؐ سے حاصل ہو جاوے۔ اور خدا کے سپرد کرنے سے یہ فایدہ ہے کہ اس امر کی معرفت کو بخوبی پہنچنا نصیب ہو۔ اور انکار سے وہ باز رہے اس واسطے کہ جس شخص نے تمہارے اس علم سے انکار کیا اُس کو معرفت الٰہی کا حاصل ہونا حرام ہو گیا۔ جب تک کہ وہ انکار کی حالت میں رہے گا۔ اور اُس کو کوئی راستہ ایمان اور تسلیم کا نہیں ملے گا۔ پس جاننا چاہئے کہ جس علم کی کتاب و سنت تائید نہ کرے تو وہ سراسر ضلالت ہے۔ اس واسطے کہ جب تو کوئی ایسی چیز نہ پاوے کہ جو اس کی مؤید ہو تو اُس کو سراسر گمراہی کہنا چاہئے۔ پس معلوم ہوا کہ علم کبھی فی نفسہٖ کتاب و سنت کا مؤید ہوتا ہے۔ لیکن تیری کم استعدادی اُس کے سمجھنے سے تجھکو روکتی ہے ✦

پس تیری ہمت اُس سے قاصر رہ جاتی ہے۔ اور تو خیال کرتا ہے کہ کتاب و سنت اس کی مؤید نہیں ہے۔ پس سپرد بخدا کرنے کا اور بغیر انکار کے نہ عمل کرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ تیرا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لے۔ اس واسطے کہ جو علم تیرے سامنے پیش کیا جائے اُس میں تین صورتیں ہیں۔ پس پہلی صورت یہ ہے کہ کلام کرنا۔ اور وہ اس طرح سے ہوتا ہے کہ تیرے قلب پر کوئی خطرۂ ربانی اور ملکی گذرے تو تُو اُس کو نہ رد کر سکتا ہے اور نہ انکار کر سکتا ہے۔ پس خدا تعالےٰ کے مکالمات اور اُس کے اخبارات اپنے بندوں کے واسطے بالحیثیت مقبول ہیں اور مخلوق کو اُن کا دفع کرنا ممکن نہیں ہے۔ اور مکالمہ حق کی اپنے بندوں کے ساتھ یہ علامت ہے کہ سُننے والا اُس کو بداہتاً معلوم کرلے کہ یہ اللہ تعالےٰ کا کلام ہے اور بخوبی اُس کو سُنے اور کسی جانب اور کسی جہت کے ساتھ مقید نہ ہو اگر چہ جہت ہی میں کیوں نہ ہو۔ اس واسطے کہ اُس کو کسی جہت کے ساتھ مخصوص کرنا ممکن نہیں ہے ✦

دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہ اُنہوں نے ایک درخت کی طرف سے ایک خطاب سنا۔

اذکار یعنی تحقیق تم عبادت کرتے ہو۔ سوائے خدا کے بتوں کی حالانکہ تم پیدا کئے گئے ہو ٹنے والے
پس گویا کہ وہ چیز جس کے واسطے تم پیدا کئے گئے ہو وہ اللہ نے پیدا کی ہے۔ تو پیدا کرنے کی نسبت
اُن کی طرف بطور عاریت اور مجازکے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف اُس کی نسبت واقعی طور پر
ہے اور اُس کے چہرہ کو اس اسم کے آئینہ میں دیکھنے والا اس علم کے مزے کو حاصل کرتا ہے اور
اُس کے نزدیک توحید کے علوم سے واحدیت کا علم حاصل ہوتا ہے۔ اور جس کو یہ مقام حاصل ہو گیا
تو اُس کو خدا کے نزدیک قبولیت کا مرتبہ حاصل ہو گیا۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کے اسم کا مظہر ہو گیا۔ پھر
جب اُس نے عدم سے واجب الوجود کے علم کی طرف کسی وصف میں ترقی کی۔ اور اُس کو اللہ تعالےٰ
نے حدث کی پلیدی سے قدم کے ظہور میں پاک کیا۔ تو وہ خدا کے اسم کا آئینہ ہو گیا۔ پس وہ اُسوقت
معہ اسم کے مثل دو آئینوں متقابلتین کے ہے۔ یعنی جیسے کہ ایک آئینہ دوسرے آئینہ کے
سامنے رکھا ہو کہ ایک دوسرے میں پایا جاتا ہے۔ اور جس کو یہ مرتبہ حاصل ہو گیا تو اللہ تعالےٰ نے
اُس کو اپنا مقبول بنا لیا ✤

اور اللہ تعالیٰ اپنے غضب پر غضب کرتا ہے۔ اور اپنی رضامندی سے راضی ہوتا ہے اور اُس
کے نزدیک توحید کے علوم سے احدیت یا اُس سے کم کوئی علم پایا جاتا ہے۔ اور اس مقام اور تجلیٔ
ذاتی میں ایک لطیفہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اس مرتبہ والا تنہا فرقان کو پڑھتا ہے۔ اور ذاتی والا
سب آسمانی کتابوں کو پڑھتا ہے ✤

پس جاننا چاہئے کہ یہ اسم کل کمالات کا ہیولا ہے اور کوئی کمال ایسا نہیں ہے۔ کہ جو اس
اسم کے آسمان کے تحت میں نہ پایا جاتا ہو۔ اور اسی واسطے کمال آلہی کے واسطے کوئی انتہا نہیں
ہے۔ اس لئے کہ ہر کمال بالذّات جس کے لئے حق ظاہر ہوتا ہے۔ اُس کے واسطے اُس کے غائب
ہونے میں بعضے کمالات اس سے زیادہ اکمل اور اعظم ہوتے ہیں۔ پس انتہائے کمال پر واقع
ہونے کی طرف کوئی راستہ اور طریقہ اس حیثیت سے نہیں ہے کہ اُس سے اثر نہ قبول کر سکے۔ اور
اسی طرح ہیولا معقول بھی ہے۔ کہ سب صورتیں اُس میں اس حیثیت سے ظاہر نہیں ہو سکتیں
کہ کسی دوسری صورت کی قابلیت اُس میں باقی نہ رہے۔ سو یہ ہرگز ہرگز ممکن نہیں ہے ✤

پس ہیولا میں جو صورتیں ہیں اُن کو انتہا درجہ حاصل نہیں کر سکتا۔ اب جب یہ بات مخلوق
میں ہے تو خدا سے تعالےٰ میں بطریق اولیٰ ہو گی۔ اور جس شخص کو تجلیات حق اس تجلی میں حاصل
ہوتیں۔ تو اُس نے اسی امر کا اقرار کیا ہے کہ ادراک سے عاجزی کا اقرار کرنا۔ اسی کو ادراک

کہتے ہیں ۔ اور جس شخص کو کہ تجلی حق متجلی ہوگئی تو اُس کے معنی بحیثیت علم کے عین اللہ ہیں ۔ اور اُس کا وجود عین ذات ہے ۔ پس وہ ادراک سے عاجزی کا اقرار نہیں کرتا ہے اور نہ اس کے خلاف مقر ہوتا ہے ۔ بلکہ اُس کی دونوں طرفیں برابر ہوتی ہیں ۔ پس یہ وہ مقام ہے کہ اس کا بیان کرنا ممکن ہے اور وہ اپنے مرتبہ میں اعلےٰ ہے ۔ اُس کو تلاش کر اور اُس سے غافل نہ ہو ۔ ایسے مضمون میں لکھنے والے نے کہا ہے ۔ ؎

الله اکبر هذا البحر قد زخرا
وهيج الريح موجا يقذف الدررا
فاخلع ثيابك واغرق فيه عنك ودع
عنك السباحة ليس السبح مفتخرا
ومت فميت بحر الله في رغد
حياته بحياة الله قد عمرا

اللہ اکبر یہ دریائے ذخار ہے کہ ہوا اس کی موج سے
موتیوں کو باہر پھینک رہی ہے ۔
پس اپنے کپڑے اُتار ڈال اور اس میں ڈوب جا اور
تیرنے کو چھوڑ دے کہ یہ فخر کی جگہ نہیں ہے ۔
اور تیں مرگیا پس مُردہ خدا کے دریا میں عیش میں ہے
اور اُس کی زندگی خدا کی زندگی کے ساتھ ملی ہوئی ہے ۔

پس جاننا چاہئے کہ اللہ سبحانہ وتعالےٰ نے اس اسم کو معانی آلہیہ کی صورتوں کا کمال بنایا ہے ۔ اور ہر ایک خدا کی تجلیات سے کہ جو بالذات اس اسم کے احاطہ کے تحت میں داخل تھیں اُس کے بعد سوائے تاریکی محض کے کہ جس کا نام بطون الذات فی الذات ہے اور کچھ نہ تھا اور یہ اسم اس تاریکی کا نور تھا کہ حق کی ذات کو دیکھتا تھا ۔ اور اُس کے ذریعہ سے خدا کی معرفت کیواسطے خلق میں ملا ہوا تھا ۔ اور وہ متکلمین کی اصطلاح میں اُس ذات کا علم ہے کہ جو الوہیت کی مستحق ہے ۔

اور علماء نے اس اسم میں اختلاف کیا ہے ۔ یعنی بعضے کہتے ہیں کہ وہ جامد ہے مشتق نہیں ہے اور یہی تمہارا مذہب ہے کہ خدا کا نام مشتق اور مشتق منہ کے پیدا ہونے سے پہلے رکھا گیا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ مشتق آلہ یا لِہ سے ہے ۔ جیسے عشقہ بمعنی تعشقہ الکون ہے ۔ اس واسطے کہ اُس کی عبودیت بالخاصیت اپنے ارادہ پر جاری ہے ۔ اور اُس کی عظمت کے واسطے ذلت ہے ۔ پس کون یعنی مخلوق اُس کے ساتھ بحیثیت اُس کی ذات کے ہے اور اُس کے دفع کرنے کی طاقت نہیں ہے ۔ اس لئے کہ اُس کے وجود کی ماہیت حق سبحانہ وتعالےٰ کی عبودیت کے واسطے تعشق سے نازل ہوئی ہے ۔ جیسے کہ لوہا مقناطیس سے تعشق ذاتی رکھتا ہے ۔ اور یہ تعشق مخلوقات سے بسبب اُس کی عبودیت کے ہے ۔ اور یہ ایسی تسبیح ہے کہ اس کو ہر ایک نہیں سمجھ سکتا ہے اور اُسکے واسطے ایک اور تسبیح ہے کہ وہ اُس کا ظہور حق کو قبول کرتا ہے ۔ اور تیسری تسبیح یہ ہے کہ خالق کے اسم کے